فیضانِ مَدَنی مُذاکرہ (قسط: 26)

تُحفے میں کیا دینا چاہئے؟

(مع دیگر دلچسپ سوال جواب)

پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

یہ رسالہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مدنی مذاکرہ نمبر 14 کے مواد سمیت المدینۃ العلمیۃ کے شعبے "فیضانِ مدنی مذاکرہ" نے نئی ترتیب اور کثیر نئے مواد کے ساتھ تیار کیا ہے۔

پہلے اسے پڑھ لیجیے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مخصوص انداز میں سنتوں بھرے بیانات، عِلم و حکمت سے معمور مَدَنی مذاکرات اور اپنے تربیت یافتہ مبلغین کے ذریعے تھوڑے ہی عرصے میں لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا ہے، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کثیر اسلامی بھائی وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر ہونے والے مَدَنی مذاکرات میں مختلف قسم کے موضوعات مثلاً عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طِبّ، اخلاقیات و اِسلامی معلومات، روزمرہ معاملات اور دیگر بہت سے موضوعات سے متعلق سُوالات کرتے ہیں اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ انہیں حکمت آموز اور عشقِ رسول میں ڈوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ان عطا کردہ دلچسپ اور علم و حکمت سے لبریز مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کے مقدّس جذبے کے تحت المدینۃ العلمیۃ کا شعبہ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** ان مَدَنی مذاکرات کو کافی ترامیم و اضافوں کے ساتھ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان تحریری گلدستوں کا مطالعہ کرنے سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عقائد و اعمال اور ظاہر و باطن کی اصلاح، محبتِ الٰہی و عشقِ رسول کی لازوال دولت کے ساتھ ساتھ مزید حصولِ علمِ دین کا جذبہ بھی بیدار ہو گا۔

اِس رسالے میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً ربِّ رحیم عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوبِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی عنایتوں اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پُرخُلوص دعاؤں کا نتیجہ ہیں اور خامیاں ہوں تو اس میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ
(شعبہ فیضانِ مَدَنی مُذاکرہ)
۲۴ ذُوالحجۃ الحرام ۱۴۳۸ھ / 16 ستمبر 2017ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تحفے میں کیا دینا چاہئے؟
(مَع دِیگر دِلچسپ سُوال جواب)

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۴۱ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے
اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا **فرمانِ باقرینہ** ہے: **مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔**(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تحفے میں کیا دینا چاہئے؟

سُوال: کسی کو تُحفہ دینا ہو تو کیا چیز دی جائے؟

جواب: جس کو تُحفہ دینا ہو پہلے اُس کی حاجت معلوم کر لی جائے کہ اُسے کس چیز کی حاجت وضَرورت ہے؟ پھر اُس حاجت کے مُطابِق اُسے تُحفہ پیش کر دیا جائے۔ بعض حضرات سفید پوش ہوتے ہیں جیسے عُلَمائے کرام اور ائمۂ کرام وغیرہ

مدینہ

1 ...... مُسند اَبِی یَعْلٰی، مسند ابی ھریرہ، ۵/ ۴۵۸، حدیث: ۶۳۸۳ دار الکتب العلمیة بیروت

جن کی تنخواہیں قلیل ہوتی ہیں، عیالدار ہونے کے باوجود قلیل آمدنی پر اِکْتِفا کرتے ہیں، انہیں اور ان کے بچوں کو کپڑوں اور راشن وغیرہ کی ضَرورت ہوتی ہے تو تحائف وغیرہ کے ذَریعے ان کی یہ ضَروریات پوری کر دی جائیں۔

اگر آپ اپنی مرضی کے مُطابِق تحفہ دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ ان کی وہ ضَروریات پوری نہ ہوں جن کی انہیں اَشد حاجت ہے مثلاً آپ ان کے پاس بہت بڑی فریم اُٹھا کر تحفے میں لے گئے تو وہ جَزَاكَ الله کہہ کر اُس فریم کو رکھ لیں گے لیکن آپ خود غور کریں کہ اس فریم سے انہیں کیا فائدہ ہو گا؟ اس سے نہ تو پیٹ بھرے گا نہ تَن ڈھکے گا اور نہ ہی ان کی کوئی اور ضَرورت پوری ہو سکے گی، اگر گھر میں اسے آویزاں کرنے کی کوئی مُناسِب جگہ نہ ہوئی تو ان کے لیے اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

اِسی طرح اگر امام صاحب شوگر کے مریض ہیں اور آپ اُن کے پاس 300 کا مٹھائی کا ڈبّہ لے کر پہنچ گئے تو وہ ان کے کس کام کا؟ میرا مشورہ یہی ہے کہ ایسی سفید پوش شخصیات جن کی ضَروریات کا پتہ نہ چل سکے تو اُنہیں لفافے میں رقم ڈال کر اَدب سے پیش کر دی جائے تو یہ ان کے لیے بہترین تحفہ ثابت ہو گا۔ اب وہ اس رقم سے راشن لائیں یا بچوں کے کپڑے سِلوائیں، اپنی ضَرورت کی دِینی کُتُب منگوائیں یا اپنا قرض اُتاریں، والدین کو دیں یا کسی اور نیک کام میں

خرچ کریں بہر صورت آپ کی رقم ان کے کام آجائے گی اور ان کا دِل خوش ہو گا۔ پھر اس کا ذِکر کسی کے سامنے نہ کیجیے ہو سکتا ہے کہ یہ بھی ان کو بُرا لگے۔

امیرِ اہلسنَّت کی دُنیا سے بے رغبتی

سُوال: میں آپ کو تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں یہ اِرشاد فرمائیے کہ آپ کس قِسم کے تحائف پسند فرماتے ہیں؟

جواب: (شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنَّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ فرماتے ہیں:) اگر میں پسند کی بات کروں تو نفس کو اچھا کھانا، عُمدہ لباس، بہترین سواری، عالیشان مکان اور خوب عیش و عشرت چاہیے لیکن حتَّی الْاِمْکان میں ان چیزوں کے حُصُول سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ دُنیا میں نعمتوں اور آسائشوں کی کثرت آخرت میں ان کی قِلَّت (یعنی کمی) کا سبب ہے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عِیاض رَحۡمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: جب دُنیا میں کسی کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے تو آخرت میں اُس کے سو حصّے کم کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ وہاں تو صِرف وُہی ملے گا جو دُنیا میں کمایا ہے لہٰذا انسان کے اِختیار میں ہے کہ وہ آخرت کے حصّے میں کمی کرے یا زیادَتی۔ مزید فرماتے ہیں: دُنیا میں عُمدہ لباس اور اچھا کھانے کی عادت مت ڈالو کہ محشر میں ان چیزوں سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔[1]

مــــدینہ

1 ...... تذکرۃُ الاولیا، ذکر فضیل بن عیاض، الجزء:۱، ص۸۵ اِنتشاراتِ گنجینہ تھران

میرے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے سکونِ قلب حاصل ہے۔ اگر کوئی اَربوں پتی شخص کہے کہ میرے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیا ہوا سب کچھ ہے تو شاید وہ میرا مقابلہ نہ کرسکے کیونکہ دُنیا کی ذَلیل دولت کو سب کچھ سمجھنا بہُت بڑی بھول ہے۔ ہاں! اگر ایمان کے ساتھ ساتھ سُکونِ قلب بھی اُسے حاصل ہے تو پھر شاید وہ میرا مقابلہ کرسکے۔ ایمان کے ساتھ سُکونِ قلب کا حاصل ہو جانا یہ بہُت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے۔ بخدا میں اپنے اندر حِرص و طَمَع کا جذبہ بالکل نہیں پاتا کہ میں بہت ساری دولت اکٹھی کرلوں، بینک بیلنس بڑھالوں، بِلڈنگیں تعمیر کرلوں اور نہ ہی میں نے اپنی ذات کے لیے مالداروں پر نظر رکھی ہوئی ہے۔ میرا چھوٹا سا کاروبار ہے جس سے میری ضَروریات پوری ہو جاتی ہیں لہٰذا مجھے کسی سے کچھ لینے کی حاجت نہیں اور نہ ہی میں کسی سے کچھ لیتا ہوں بلکہ وقتاً فوقتاً بِالْخُصُوص بارھویں شریف کے موقع پر اسلامی بھائیوں کو دیتا رہتا ہوں۔ اگر کوئی مجھے مادی چیزوں کے تحائف دے بھی تو میں اُنہیں دوسرے اسلامی بھائیوں میں بانٹ دیتا ہوں لہٰذا مجھے کسی قِسم کا تُحفہ نہ دیا جائے۔

نہ مجھ کو آزما دُنیا کا مال و زر عطا کر کے
عطا کر اپنا غم اور چشمِ گریاں یَا رسولَ اللہ (وسائلِ بخشش)

امیرِ اہلسنّت کے پسندیدہ تحائف

سُوال: کیا آپ کو کسی بھی قِسم کا تُحفہ نہیں چاہیے؟

جواب: (شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:) مجھے کسی قِسم کا مادی تُحفہ نہیں چاہیے۔ ہاں اگر تحفہ دینا ہی ہے تو خوب خوب نیک اَعمال کر کے اُن کے ثواب کا تحفہ مجھے دیجیے، مثلاً خود بھی مَدَنی اِنعامات پر عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کیجیے اور دوسرے اسلامی بھائیوں پر اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے انہیں بھی مَدَنی اِنعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنایئے اور اِس کا ثواب مجھے تحفۃً دیجیے۔ اِسی طرح اِستقامت کے ساتھ ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے ذِمّہ دار کو مدنی اِنعامات کا رِسالہ جمع کروانے اور ہر ماہ پابندی کے ساتھ عاشقانِ رسول کے ہمراہ سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے نیز بارہ ماہ بلکہ وقفِ مدینہ ہونے کی نیتیں کر کے اِن کا ثواب مجھے تحفۃً دیجیے۔ اس کے عِلاوہ نماز، روزے، تلاوتِ قرآن، دُرُودِ پاک، حج، حَرَمینِ طیبین زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا کی حاضری اور مکتبۃ المدینۃ کی کُتُب کا مُطالعہ کرنے کے ثواب کا تحفہ مجھے دیجیے۔

یاد رکھیے! ان چیزوں کا ثواب مجھے لکھ کر بھیجنے کی بھی حاجت نہیں کہ اِس میں ریاکاری کا اَندیشہ ہے بس آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کر دیجیے کہ یَا اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو میں نے قرآنِ کریم کی تِلاوت کی، دُرُودِ پاک پڑھا، نوافل ادا کیے،

روزے رکھے، اِعتِکاف کیا، فرض عُلوم حاصل کیے اور مدنی قافلے میں سفر کیا اِس کا ثواب الیاس قادری کو پہنچے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِن چیزوں کا ثواب مجھے مل جائے گا۔ پیسوں کا تحفہ ہرگز مجھے نہ دیجیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم سے میرے پاس پیسوں کی کوئی کمی نہیں کیونکہ کمی تو اُس کے پاس ہوتی ہے جسے بینک بیلنس بڑھانے کا شوق ہو میں اپنے اندر یہ شوق ہی نہیں پاتا۔ اگر مجھے رقم دینی ہی ہے تو اپنے یہاں کے دعوتِ اسلامی کے ذِمّہ دار اسلامی بھائی کو یہ کہہ کر دے دیجیے کہ یہ رقم الیاس قادری کے اِیصالِ ثواب کے لیے ہے دعوتِ اسلامی اِسے جہاں مناسب سمجھے وہاں نیک و جائز کاموں میں خرچ کرے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا یہ ثواب کا تحفہ مجھے مل جائے گا۔ اگر میرا نام لیے بغیر دِل ہی دِل میں اِیصالِ ثواب کی نیت کر لی تب بھی کافی ہے۔

جاہ و جلال دو نہ ہی مال و منال دو
سوزِ بلال بس میری جھولی میں ڈال دو (وسائلِ بخشش)

فَنِّ شاعری سیکھنا کیسا؟

سُوال: فَنِّ شاعری سیکھنا کیسا ہے؟

جواب: سب سے پہلے وہ چیزیں سیکھی جائیں جن کا سیکھنا فرض ہے انہیں سیکھے بغیر کسی اور فَنّ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنَّت مولانا شاہ امام

اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: علمِ دِین سیکھنا اِس قَدر کہ مَذہَبِ حق سے آگاہ، وُضُو غُسل نماز روزے وغیرہا ضروریات کے اَحکام سے مُطَّلع ہو۔ تاجِر تجارت، مُزَارِع (کسان) زَراعت، اَجیر (مزدور، مُلازِم) اِجارے، غَرَض ہر شخص جس حالت میں ہے اُس کے مُتَعَلِّق اَحکامِ شریعت سے واقِف ہو، فرضِ عین ہے جب تک یہ حاصِل نہ کرے جُغرافیہ، تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ جو فرض چھوڑ کر نَفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اُس کی سخت بُرائی آئی اور اُس کا وہ نیک کام مَرْدُود قرار پایا نہ کہ فرض چھوڑ کر فُضُولیات میں وَقت گنوانا۔[1] فرض عُلوم حاصل کر لینے کے بعد فَنِّ شاعِری یا کسی بھی "جائز عِلم پڑھنے (اور سیکھنے) میں حَرَج نہیں بشرطیکہ ہَمَہ تَن اُس میں مَصروف ہو کر اپنے دِین و عِلم سے غافل نہ ہو جائے وَرنہ جو چیز اپنا دِین و عِلم بقدرِ فرض سیکھنے میں مانِع آئے حرام ہے۔"[2]

شاعِری کا شوق رکھنا کیسا؟

سُوال: شاعِری کا شوق رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جو شاعِری کے اَہل ہوں مثلاً ماہِر عُلمائے کرام وغیرہ ان کا حمد و نعت وغیرہ لکھنا یا اِصلاحِ اُمَّت وغیرہ کے لیے اچھی اچھی نیّتوں سے اَشعار لکھنا باعِثِ ثواب

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳ / ۶۴۷-۶۴۸ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳ / ۵۳۳

ہے۔ عوامُ النّاس کو شاعِری کا شوق رکھنا مُناسِب نہیں کیونکہ نَثْر کے مقابلے میں نَظم میں غَلَطیاں بلکہ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کُفرِیّات کے صادِر ہونے کا بھی اَندیشہ ہوتا ہے۔ عام طور پر غیر عالِم کی شاعِری کا شرعی اَغلاط سے بچنا تو بہت ہی مشکل ہے۔ اگر شرعی اَغلاط سے کلام محفوظ رہ بھی گیا تو فُضُولیات سے بچنے کا ذِہن بہُت کم لوگوں کا ہوتا ہے۔ جس طرح آج کل عام گفتگو میں فضول اَلفاظ کی بھرمار ہوتی ہے اِسی طرح شاعری میں بھی ہوتا ہے۔ عموماً جن لوگوں کے پاس کرنے والے کام نہیں ہوتے وہ ان نہ کرنے والے کاموں میں پڑ جاتے ہیں، ہر وقت سوچ سوچ کر بے تکے اَشعار بناتے رہتے ہیں جنہیں فَنِّ شاعری سے دُور کا بھی تعلُّق نہیں ہوتا۔ ان شُعرا پر اَشعار لکھنے کا جُنون اِس حد تک سُوار ہوتا ہے کہ جب فارِغ ہوئے کچھ نہ کچھ سوچنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ نماز میں بھی اَشعار سوچتے رہتے ہوں گے کیونکہ جب کسی پر شاعری کی دُھن سُوار ہو جاتی ہے تو پھر ہر وقت ذہن میں اَشعار گھومتے رہتے ہیں۔ بالکل غیر مِعیاری و غیر موزوں (یعنی شاعری کے اُصولوں کے خِلاف) کلام لکھتے اور پڑھتے رہتے ہیں جن میں وزنِ شعر و بحر (شاعری کے اُصولوں) کا لحاظ تو کیا بسا اوقات شَرع (یعنی قرآن و حدیث کی تعلیمات) کا بھی لحاظ نہیں ہوتا بلکہ بعض تو صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ شاعری اور شریعت کی پاسداری یہ دونوں چیزیں ایک

ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حُسن کیوں کر آئے

لا اسے پیشِ جلوہ زمزمۂ رضا کہ یوں (حدائقِ بخشش)

یعنی جو شاعر ہو کر یہ کہے کہ فصاحت و بلاغت اور شریعت کی پاسداری یہ دونوں چیزیں شاعری میں جمع نہیں ہو سکتیں تو اُسے میرے پاس لاؤ میں اُسے بتاؤں کہ میں نے کس طرح فصاحت و بلاغت اور شریعت کی پاسداری دونوں چیزوں کو اپنی شاعری میں سمویا ہے۔

اگر بِالْفرض کوئی شریعت کے دائرے میں رہ کر شاعری نہیں کر سکتا تو اُسے شاعری کرنے کی اِجازت نہیں۔ شاعر کے لیے ضَروری ہے کہ اس کے ذہن میں شرعی تقاضوں کے مطابق اَشعار کا مضمون ہو، پھر اس مضمون کو اَلفاظ کا جامہ پہنانے کے لیے جس زبان میں وہ کلام لکھنا چاہتا ہے اس کے قواعد کا علم اور اَلفاظ کا مُناسِب ذَخیرہ موجود ہو۔ اب ان اَلفاظ کو موزوں ترتیب دینے کے لیے فَنِّ شاعری سے بھی واقِف ہو تو اُمید ہے کہ کسی مُستند و ماہِر شاعر کے زیرِ نگرانی مَشق کرنے کے بعد عمدہ کلام لکھنے کے قابل ہو جائے ورنہ جس بیچارے کو قافیہ ورَدِیف، بحر و وزنِ شعر جیسی اِصطلاحاتِ شاعری کا عِلم تو کجا اُردو بھی صحیح نہ آتی ہو تو وہ شاعری کیا کرے گا! بس بے ڈھنگے جوڑ لگا کر گانے یا نعت

شریف کے وزن پر لکھنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ اگر ایسے شُعرا کو سمجھایا جائے کہ آپ لوگوں کا کلام فَنِّ شاعری کے اِعتبار سے دُرُست نہیں ہے تو شاید یہ لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں کیونکہ شعرا کو اپنا کلام بہت پیارا ہوتا ہے۔

شاعری جانوروں کا چارہ یا بچوں کا کھیل نہیں بلکہ یہ ایک فَنّ ہے اور فَنّ سیکھنے سے آتا ہے، اگر کوئی بغیر سیکھے شاعری کرے گا تو وہ اُس کے لیے باعثِ نقصان ہو گی کیونکہ یہ بہت نازک مُعاملہ ہے لہٰذا جو فَنِّ شاعِری سے ناآشنا ہو وہ شاعری نہ کرے اِسی میں اُس کے لیے عافیت ہے۔

شاعِری کے خطرات

سُوال: کیا شاعری کرنے میں خطرات بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں! شاعری میں بہت زیادہ خطرات ہیں اور خطرات بھی ایسے کہ اِیمان تک داؤ پر لگ جاتا ہے۔ کئی شُعرا کے کلاموں میں کفریات تک دیکھے گئے ہیں بلکہ بعض نامور شُعرا جنہیں تاریخ میں بڑی اَہمیت دی جاتی ہے اُنہوں نے بھی بہت ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کہیں اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں توہین آمیز کلمات ہیں تو کہیں شریعت پر جُرأت، کہیں جنت کا مذاق اُڑایا گیا ہے تو کہیں فرشتوں کے تقدُّس پر حملہ کیا گیا ہے۔ شاید انہی شُعرا کے بارے میں کسی نے کہا ہے:

جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

یہ تو حقیقت ہے کہ جس نے ایسے کفریات بکے کہ جن پر اِلتزامِ کفر[1] کا حکم لازم آتا ہے اور بغیر توبہ کیے مر گیا تو وہ مُرتد ہوا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہے گا۔ بعض لوگوں کو عشقِ مجازی، بیہودہ اور واہیات و خُرافات پر مبْنی اَشعار لکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے وہ اس کام میں اس قدر مشغول ہو جاتے ہیں کہ انہیں کسی اور چیز کا ہوش ہی نہیں ہوتا ایسوں کے لیے حدیثِ پاک میں سخت وعید آئی ہے چنانچہ حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: کسی کے پیٹ کا بیماری کی وجہ سے پیپ سے بھرا ہوا ہونا، اس کا اَشعار سے بھرے ہوئے ہونے سے بہتر ہے۔[2]

اِس حدیثِ پاک کے تحت شارحِ بخاری حضرتِ علّامہ مفتی شریفُ الْحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اِس سے مُراد ایسے اَشعار ہیں جو واہِیّات

مدینہ

1 ...... کفر کی دو قسمیں ہیں: (1) لزومِ کُفر (2) اِلتزامِ کُفر۔ لزومِ کُفر یہ ہے کہ جو بات کہی وہ عینِ کُفر نہیں مگر کُفر تک پُہنچانے والی ہوتی ہے اور اِلتزامِ کُفر یہ ہے کہ ضَروریاتِ دِین (وہ مَسائلِ دِین جن کو ہر خاص و عام جانتا ہو ان) میں سے کسی چیز کا واضح طور پر خِلاف کرنا یہ قَطعاً اِجماعاً (یعنی قطعی طور پر بالاتفاق) کُفر ہے اگرچِہ خِلاف کرنے والا کفر کے نام سے چڑتا اور کمالِ اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۵/۴۳۱ ملخصاً) مزید معلومات کے لیے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب" کا مُطالعہ کیجیے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

2 ...... بخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ أن یکون الغالب ...الخ، ۴/۱۴۳، حدیث: ۶۱۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت

خُرافات پر مشتمل ہوں یا پھر ایسا اِنْہماک مُراد ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذِکر اور دِینی باتوں سے تعلّق باقی نہ رہے۔(1)

نَعْتیہ شاعِری کرنا کیسا؟

سُوال: کیا نَعْتیہ شاعِری بھی نہیں کرنی چاہیے؟

جواب: نعت گوئی ایک نہایت مُقَدَّس اور پاکیزہ شاعری ہے جس میں قَلْبی وارِدات (دِلی کیفیات) کو شِعر کے قالِب میں ڈھال دیا جاتا ہے، عام کلام میں بھی آزادی نہیں ہوتی اس کا بھی شریعت کے دائرے میں ہونا ضَروری ہے تو حمدیہ و نعتیہ کلام میں تو بہت زیادہ اَدب واِحتیاط کا دامن تھامے رہنے کی حاجت ہے لہٰذا نعتیہ شاعری ایسا عالمِ دِین کرے جس کی قرآن و حدیث، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ طیبہ، بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کے اَقوالِ مُبارکہ پر نظر ہو اور انہیں سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو نیز فَنِّ شاعِری بھی جانتا ہو کیونکہ نعت شریف لکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اِس میں تلوار کی دَھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو اُلُوہِیَّت (خدا کے مرتبہ) میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تَنْقِیص (یعنی شان میں کمی یا

---

1 ...... نزہۃ القاری، ۵/ ۵۸۹ فرید بک اَسٹال مرکز الاولیا لاہور

گستاخی) ہوتی ہے۔ اَلبتہ حمد آسان ہے کہ اِس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔ (1)

حمد میں خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و شان کا بیان ہوتا ہے اس میں بندہ جتنا بھی آگے بڑھ جائے جائز ہے کہ حمد میں تعریف کی کوئی حد نہیں۔ ہاں! اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ کوئی ایسی بات بیان نہ کی جائے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شانِ عظمت نشان کے خِلاف اور توہین و تنقیص کا باعِث ہو جبکہ نعت میں دو حدّیں مقرر ہیں۔ اس میں شانِ رسالت بیان کرتے ہوئے نہ تو اتنا مُبالغے سے کام لیا جائے کہ مقامِ مصطفٰے مرتبۂ اُلوہیّت (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مرتبے سے) جا ملے جس طرح یہودیوں نے حضرتِ سیِّدُنا عُزیر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور عیسائیوں نے حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خُدائے وحدہ لاشریک کا بیٹا کہہ کر شرک کیا اور نہ ہی تنگ دِلی و منافقت سے کام لیا جائے کہ شانِ رسالت میں گستاخی و اِہانت کی جائے اور ایسا کوئی صحیحُ الْعقیدہ عالِم کر بھی نہیں سکتا۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمۃُ رَبِّ الْعِزَّت نعت گوئی کی ان دونوں حدّوں کا لحاظ رکھتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں:

مدینہ

(1) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۲۲۷ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

تیرے تو وَصف "عیبِ تناہی" سے ہیں بَری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سُخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خَلق کا آقا کہوں تجھے (حدائقِ بخشش)

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت عظیم عالمِ دِین ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست شاعِر بھی تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نعتیہ کلام "حدائقِ بخشش" اپنی مثال آپ ہے۔ جسے "کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَامِ یعنی امام کا کلام کلاموں کا امام ہے" کہا جائے تو بے جانہ ہو گا، یہ شریعت اور فنِّ شاعِری کے مِعْیار پر پورا اُترتا ہے، اس کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ عاجزی واِنکساری کا مُظاہرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پیشہ مِرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرع کا اَلبتّہ ہے جَذبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکمِ مولیٰ کا خِلاف
لَوْزِیْنَہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو (حدائقِ بخشش)

یعنی نہ تو میں پیشہ ور شاعر ہوں اور نہ ہی مجھے اپنے شاعر ہونے کا دعویٰ ہے، ہاں اَلبتہ شعر کہتے ہوئے مجھے شریعت کی حِمایت وطرفداری کا پورا پورا خیال ہوتا ہے، میں آقا صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ثنا خوانی کرتے ہوئے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَحکامات کی خِلاف ورزی نہیں کرتا کیونکہ یہ تو ایسے ہی ہے کہ بادام کے حلوے میں کھجور کی گٹھلیاں ڈال دی جائیں جسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا تو پھر بھلا میں اسے کیونکر پسند کر سکتا ہوں؟

غیرِ عالم کو اوّلاً تو نعتیہ شاعری کرنی ہی نہیں چاہیے، اگر کرنی ہی ہو تو کلام لکھنے کے بعد کسی مُسْتَنَد و مُعْتَمَد عالِمِ دِین جو فَنِّ شاعری بھی جانتا ہو اُس سے اپنا کلام ضَرور چیک (Check) کروالینا چاہیے، نعت خوانوں کو بھی چاہیے کہ غیرِ عالِم کا کلام بغیر چیک کروائے نہ پڑھیں۔

کِن شُعَرا کا کلام پڑھا یا سُنا جائے؟

سُوال: کِن شُعَرا کا کلام پڑھنا یا سننا چاہیے؟

جواب: صِرف اپنے بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن ہی کا کلام پڑھا اور سُنا جائے اِسی میں اِحتیاط ہے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن بھی قصداً ہر شاعر کا کلام نہیں سنتے تھے چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: سِوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا، مولانا (کِفَایَتُ اللہ) کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے اَلبتہ مولانا کافی کے یہاں لفظِ "رَعنا" کا اِطلاق (یعنی اِستعمال) جا بجا ہے

اور یہ شرعاً محض ناروا و بے جا (یعنی نامناسب اور بے فائدہ) ہے، مولانا کو اس پر اِطلاع نہ ہوئی وَرنہ ضَرور اِحتراز فرماتے۔ حسن میاں مرحوم (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَیُّوْم) کے یہاں بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی یہ بھی نہیں۔ ان کو میں نے نعت گوئی کے اُصول بتا دیئے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی مِعیارِ اِعتدال پر صادِر ہوتا۔ جہاں شُبہ ہوتا مجھ سے دَریافت کر لیتے۔ حسن میاں مَرحوم نے ایک مَقْطَع میں اِس کی طرف اِشارہ کیا کہ ؎

بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو اِلٰہی جنابِ رضا کا (ذوقِ نعت)

غرض ہندی نعت گویوں میں اِن دو کا کلام ایسا ہے۔ باقی اکثر دیکھا گیا کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے۔[1] لہٰذا صِرف اپنے بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن ہی کا کلام پڑھیے اور سنیے۔

اُردو کلام سُننے کے لیے "نعتِ رسول" کے سات حُروف کی نسبت سے سات اَسمائے گرامی پیشِ خدمت ہیں: (۱) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا کلام بنام "حدائقِ بخشش" (۲) استادِ زَمن حضرت مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کا کلام بنام "ذوقِ نعت" (۳) شہزادۂ اعلیٰ

---

1 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۲۲۵

حضرت، حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت مولانا حامد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَةُ الْمَنَّان کا کلام بنام "بیاضِ پاک" (۴) شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حُضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان عَلَیْہِ رَحمَةُ الْحَنَّان کا کلام بنام "سامانِ بخشش" (۵) خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مَدَّاحُ الْحَبِیب حضرتِ مولانا جمیل الرحمٰن رضوی عَلَیْہِ رَحمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی کا کلام بنام "قبالۂ بخشش" (٦) خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صَدرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَةُ اللّٰہِ الْھَادِی کا کلام بنام "ریاضُ النعیم" (۷) مُفسّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَةُ الْحَنَّان کا کلام بنام "دِیوانِ سالک"۔[1] ان سب بزرگوں کے کلام موجود ہیں تو انہی کے کلام کو منظرِ عام پر لایا جائے اور پڑھا جائے کہ ان کے کلاموں میں رِقّت بھی ہے، سوز و گداز بھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ شریعت کی پاسداری بھی ہے۔ اگر ان کا کلام سمجھ میں نہ بھی آئے تب بھی بِلا خوف و خطر پڑھتے اور سنتے جائیے کیونکہ ان کا کلام اِنتہائی مُحتاط اور شریعت کے مُطابق ہے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَةُ رَبِّ الْعِزَّت خود اپنے کلام کے بارے میں تَحدیثِ نعمت کے طور پر اپنی ایک رُباعی میں اِرشاد فرماتے ہیں:

---

[1] شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا نعتیہ کلام بنام "وسائلِ بخشش" بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شریعت کے دائرے میں لکھا گیا ہے جس کی صحت پر مفتیانِ کرام نے مہرِ تصدیق ثبت فرمائی ہے لٰہذا اسے بھی سُنتے جائیے اور جھومتے جائیے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے اَلْمِنَّۃُ لِلّٰہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے اَحکامِ شریعت ملحوظ (حدائقِ بخشش)

یعنی میں اپنے کلام سے خوب لطف اندوز ہو رہا ہوں کیونکہ مجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اِحسان ہے کہ میرا کلام فضول باتوں سے محفوظ ہے۔ میں نے قرآنِ پاک سے نعت گوئی سیکھی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میرا کلام شریعت کے عین مطابق ہے۔

شعر گوئی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے شایانِ شان نہیں

سُوال: کیا حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شاعری جانتے تھے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جہاں اَوَّلین و آخِرین کا عِلم عطا فرمایا ہے وہاں شعر کے اچھا بُرا ہونے اور صحیح و غلط کی پہچان کا بھی عِلم عطا فرمایا ہے، اَلبتہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شعر گوئی (جو کہ اکثر باطل اور جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے اِس) کا مَلَکہ نہیں دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ اَرفع نشان کے لائق ہی نہیں جیسا کہ پارہ 23 سورۂ یٰس کی آیت نمبر 69 میں خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے

ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔

اِس آیتِ کریمہ سے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ عظمت نشان کا اندازہ ہوتا ہے کہ جو چیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان کے لائق نہ ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامنِ اقدس کو محفوظ رکھتا ہے۔ اِس ضِمن میں ایک حدیثِ پاک بھی مُلاحظہ کیجیے چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (دورانِ نماز تھوڑی سی حرکت کے ذَریعے) اپنے نَعْلَیْن اُتار کر بائیں طرف رکھ لیے جب قوم نے یہ دیکھا تو اُنہوں نے بھی اپنے جوتے اُتار دیئے۔ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز پوری کی تو فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے جوتے اُتارنے پر آمادہ کیا؟ عرض کی: ہم نے آپ کو نَعْلَیْن اُتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اُتار دیئے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میرے پاس جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے مجھے بتایا کہ ان میں ناپسندیدہ چیز لگی ہے۔ (1)

اِس حدیثِ پاک کے تحت مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان

---

1 ...... ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ فی النعل، ۱/۲۶۱، حدیث: ۶۵۰ دار احیاء التراث العربی بیروت

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: (نعلین مبارک پر) تُھوک، رِینٹ وغیرہ گِھن کی چیز لگی ہوئی تھی نہ کہ پلیدی اور نجاست، وَرنہ نماز کا لوٹانا واجِب ہوتا کیونکہ اگر گندے کپڑے، گندے جوتے میں نماز شروع کر دی جائے پھر پتہ لگے تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے۔ واقعہ یہ تھا کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خیال فرمایا یہ چیزیں پاک ہیں ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں مُضائقہ نہیں، رب تعالیٰ نے جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام کو بھیجا کہ پیارے تمہاری شان کے یہ بھی خِلاف ہے تمہارے لباس پاک بھی چاہئیں، ستھرے بھی لہٰذا حدیث پر نہ تو یہ اِعتراض ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز لوٹائی کیوں نہیں اور نہ یہ اعتراض کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے نَعْلَیْن کی بھی خبر نہیں اوروں کی کیا خبر ہو گی، جو شہنشاہ زمین پر کھڑے ہو کر اَندرونِ زمین کا عذاب دیکھ لے اور عذابِ قبر کی وجہ جان لے اور جو یہ فرمائے کہ نماز صحیح پڑھا کرو مجھ پر تمہارے رکوع، سجدے اور دِل کا خُشُوع و خُضُوع پوشیدہ نہیں، اس پر اپنے نَعْلَیْن کا حال کیسے چھپے گا۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر ادا کی نگرانی فرماتا ہے کیوں نہ ہو خود فرماتا ہے: ﴿فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا﴾ (پ۲۷، الطور:۴۸) ترجمۂ کنز الایمان: ”بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو۔“ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عین نماز میں

حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَدائیں دیکھتے تھے اور حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نقل کرتے تھے۔(1)

گھر میں دَرس دینے کی اَہمیت

سُوال: گھر میں دَرس دینے کی اَہمیت وافادیت بیان فرمادیجیے۔

جواب: گھر میں دَرس دینا اپنی اور اپنے گھر والوں کی اِصلاح کرنا اور انہیں دوزخ کی آگ سے بچانے کا سامان کرنا ہے۔ پارہ 28 سورۃُ التَّحْرِیم کی آیت نمبر 6 میں اِرشادِ ربُّ العباد عَزَّوَجَلَّ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا
ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ۔

اِس آیتِ کریمہ کے تحت صَدْرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اِختیار کر کے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے اور انہیں عِلم و اَدب سکھا کر۔(2)

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے، اللہ و رسول

مدینہ

1 ...... مِراٰۃُ المناجیح، ۱/ ۴۰۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیا لاہور

2 ...... خزائنُ العرفان، پ۲۸، التحریم، تحت الآیۃ:۶ مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کا جذبہ پانے ، عبادتیں بجا لانے اور گناہوں سے پیچھا چھڑانے کا ایک بہترین ذَریعہ فیضانِ سُنَّت کا دَرس ہے، اس کی بَرَکت سے گھر والوں کو نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت ہو گی، دَرس سننے سے فَرائض اور سنتیں معلوم ہوں گی تو یقیناً جہنم سے بچنے کا سامان بھی ہو گا اور یہ مَدَنی اِنعامات میں سے ایک مَدَنی اِنعام بھی ہے کہ ”کیا آج آپ نے فیضانِ سنَّت سے دو دَرس (مسجد، گھر، دُکان اور بازار وغیرہ جہاں سہولت ہو) دیئے یا سُنے؟ (دو میں سے گھر کا ایک دَرس ضَروری ہے)“ لٰہذا فیضانِ سنَّت کے دَرس کے ذَریعے گھر والوں کو خُوب خُوب سنتیں سکھایئے اور سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانشین بن جایئے جیسا کہ صاحبِ قرآنِ مُبین، محبوبِ ربُّ الْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دِلنشین ہے: میرے جانشینوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت ہو۔ عرض کی گئی: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا: جو میری سُنَّت کو زندہ کرتے ہیں اور اسے لوگوں کو سکھاتے ہیں۔[1]

سُنَّتوں کے اے مُبلّغ! ہو مُبارک تجھ کو
تجھ سے سرکار بڑا پیار کیا کرتے ہیں (وسائلِ بخشش)

مدینہ

1 ...... جمع الجوامع، حرف الراء، ۴/۳۶۵، حديث: ۱۲۵۳۵ دار الكتب العلمية بيروت

دَرس دینے کے مَدَنی پھول

سُوال: دَرس دینے کے کچھ مَدَنی پھول اِرشاد فرما دیجیے۔

جواب: فیضانِ سُنَّت کا دَرس دیتے وقت صِرف "رَسم" ادا نہیں ہونی چاہیے بلکہ مدنی مَرکز کے دیئے ہوئے طریقے کے مُطابِق دَرس دینا چاہیے اور دَرس صرف ان کتابوں سے ہی دیا جائے جن سے مدنی مَرکز نے دینے کی اِجازت دی ہے جو دَرس دینا چاہتے ہیں پہلے اُس کا مُطالعہ کر لیجیے اِس طرح غَلَطیاں کم سے کم ہوں گی بِالخُصوص شرعی مَسائل پڑھ کر سُنانے میں کوئی غَلَطی نہ ہو۔ ممکن ہو تو مسجد کے ایک طرف بیٹھ کر دَرس دیجیے جن لوگوں کو دِلچسپی ہو گی وہ خود ہی آپ کے پاس آجائیں گے، دَرس دیتے ہوئے اِس بات کا خیال رکھیے کہ چِہرہ نمازیوں کی طرف نہ ہو اور نہ ہی نمازیوں کے اتنے قریب دَرس دیجیے کہ کسی کی نماز اور تلاوتِ قرآن وغیرہ میں حَرَج واقع ہو، دُور ہونے کی صورت میں بھی اس بات کا خیال رکھیے کہ آواز اتنی اونچی نہ ہو کہ نمازیوں وغیرہ کو تشویش ہو۔ اگر کوئی بھی نہیں آتا تو پھر جہاں لوگ زیادہ بیٹھیں ہوں آپ بھی نمازیوں کا خیال کرتے ہوئے وہیں بیٹھ جائیے۔ دَرس میں بیٹھنے والوں سے اِس طرح دَرخواست کیجیے: "میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قریب قریب آکر دَرس کی تعظیم کی نیّت سے ہو سکے تو دوزانو بیٹھ جائیے، اگر تھک جائیں تو جس طرح آپ کو آسانی ہو اُسی طرح بیٹھ کر نگاہیں

نیچی کیے توجُّہ کے ساتھ فیضانِ سُنَّت کا دَرس سُنیے کہ لاپرواہی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی سے کھیلتے ہوئے، لباس بدن یا بالوں وغیرہ کو سہلاتے ہوئے سُننے سے اِس کی بَرَکتیں زائل ہونے کا اندیشہ ہے۔" قرآنی آیات و عربی عبارات پڑھنے کے بجائے صِرف اُردو ترجمہ ہی پڑھیے، آیات و احادیث کا ترجمہ پڑھ کر اپنی طرف سے ہرگز تشریح نہ کیجیے کہ یہ آپ کا کام نہیں بلکہ عُلَمائے کرام كَثَّرَهُمُ اللهُ السَّلَام کا کام ہے۔ دَرس بیٹھ کر دیجیے اگر لوگ زیادہ ہوں تو کھڑے ہو کر دَرس دینے میں بھی حَرَج نہیں۔ نمازِ عصر کے بعد عموماً دَرس دُعا سے پہلے شروع کر دیا جاتا ہے دَرس دُعا کے بعد ہی شروع کیجیے اگرچہ سارے لوگ نہ بیٹھیں مگر جو بیٹھیں گے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دِلچسپی سے سُنیں گے اِسی میں زیادہ فائدہ ہے۔ آخر میں طریقۂ کار کے مطابق فیضانِ سنّت میں لکھی ہوئی دُعا کیجیے۔ دُعا میں اپنے اَلفاظ ملانے کے بجائے جو اس میں لکھا ہوا ہے وہی یاد کر کے دُعا مانگیے۔ دُعا کے بعد بیٹھے بیٹھے ملاقات کیجیے کیونکہ ملاقات سے آپ نے اس دَرس کا تنظیمی فائدہ بھی اُٹھانا ہے اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب آپ بیٹھ کر ملاقات کریں گے۔ آپ خود بھی بیٹھے رہیں اور شفقت و نرمی سے دو چار کا ہاتھ پکڑ کر انہیں بھی بٹھا لیجیے۔ اب ان سے ملاقات کر کے انہیں مدنی اِنعامات پر عمل اور علمِ دِین کی لازوال دولت پانے، سنتیں سیکھنے اور سکھانے کے لیے

عاشقانِ رسول کے ہمراہ سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی ترغیب دلائیے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مدینہ مدینہ ہو جائے گا۔

لوٹنے رحمتیں قافِلے میں چلو
سیکھنے سنتیں قافِلے میں چلو
عِلم حاصل کرو جَہْل زائل کرو
پاؤ گے راحتیں قافِلے میں چلو (وسائلِ بخشش)

دَرس و بیان توجہ کے ساتھ سُننا ضَروری ہے

سُوال: دَرس و بیان کے دَوران اَوراد و وَظائف پڑھنا یا دُعا وغیرہ کے لیے پَرچیاں لکھ کر آگے بھیجنا کیسا ہے؟

جواب: جب دَرس و بیان سننے کا موقع ملے تو اِنتہائی توجہ کے ساتھ دَرس و بیان سننے کی عادت ڈالیے۔ بے توجہی کے ساتھ سُننے سے اِس کی بَرکتیں زائل ہو جانے کا اَندیشہ ہے۔ دَرس و بیان کے دَوران نہ اَوراد و وَظائف پڑھے جائیں اور نہ ہی دُعاؤں کے لیے پرچیاں لکھی جائیں۔ جو اسلامی بھائی بیان کے دَوران پرچیاں لکھتے اور پھر انہیں آگے بڑھانے کے لیے دوسروں کے کندھے ہلاتے ہیں وہ بہت سخت غَلَطی کرتے ہیں، خود تو بیان سننے سے محروم رہتے ہیں جو توجہ سے سُن رہے ہوتے ہیں ان کے لیے بھی تشویش کا باعِث بنتے ہیں کیونکہ اس سے

ان کی توجہ بھی ہٹ جاتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ غَلَط فہمی کی وجہ سے "ہاں" کا "نہ" اور "نہ" کا "ہاں" سمجھ میں آئے۔ یہ نازک لمحات ہوتے ہیں ان میں صِرف سُننے والا کام ہی کرنا چاہیے۔ ہاں! اگر کچھ لکھنا ہے تو بیان کی ضَروری باتیں لکھ کر انہیں محفوظ کر لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یاد رہیں گی جیسا کہ رسولِ اکرم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابَةِ یعنی علم کو لکھ کر قید کر لو۔[1] حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ عظیم میں حافِظہ کمزور ہونے کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اپنے ہاتھ سے (لکھ کر) اپنے حافظے کی مدد کرو۔[2]

زُلفیں رکھنے، سفید لباس پہننے اور عمامہ سجانے کی ترغیب

سُوال: زُلفیں رکھنے، سفید لباس پہننے اور عمامہ شریف سجانے کی ترغیب دِلائی جاتی ہے اِس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: زُلفیں رکھنا، سفید لباس پہننا اور عمامہ شریف سجانا یہ تینوں سُنَّت ہیں اس لیے ان پر عمل کی ترغیب دِلائی جاتی ہے سُنَّت پر عمل کرنے کی بَرَکتوں کے بھی کیا

مدینہ

1 ...... نوادرُ الاصول فی معرفة احادیث الرسول، الاصل الخامس والعشرون، ۱/۱۱۷، حدیث:۱۶۷ مکتبة الامام البخاری القاھرہ

2 ...... معجمِ اوسط، من اسمہ احمد، ۱/۲۳۴، حدیث:۸۰۱ دار الکتب العلمیة بیروت

کہنے کہ یہ دُنیا و آخرت کی ڈھیروں ڈھیر بھلائیوں کے حصول کے ساتھ ساتھ مالکِ کوثر و جنت، محبوبِ ربُّ الْعِزَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت پانے اور جنَّت میں جانے کا بھی ذَریعہ ہے جیسا کہ نبیوں کے سُلطان، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنَّت نشان ہے: مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ جس نے میری سنَّت زندہ کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنَّت میں میرے ساتھ ہو گا۔[1]

ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارَک زُلفیں کبھی نصف (یعنی آدھے) کان مبارَک تک تو کبھی کان مبارَک کی لَو تک اور بعض اوقات بڑھ جاتیں تو مبارَک شانوں (یعنی کندھوں) کو جھوم جھوم کر چومنے لگتیں۔[2] لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ موقع بہ موقع تینوں سنّتیں ادا کریں، یعنی کبھی آدھے کان تک تو کبھی پورے کان تک تو کبھی کندھوں تک زُلفیں رکھیں، اَلبتہ یہ خیال رکھنا ضَروری ہے کہ بال کندھوں سے نیچے نہ ہونے پائیں کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: عورتوں کی طرح کندھوں سے نیچے بال رکھنا مَرد کے لیے حرام ہے۔[3] مدنی مُنّوں کو چاہیے کہ آدھے کان تک زُلفیں رکھیں۔

مدینہ

1 ...... ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة...الخ، ۳۱۰/۴، حدیث: ۲۶۸۷ دار الفکر بیروت

2 ...... الشمائل المحمدیة، ص ۳۴، ۱۸، ۳۵ دار احیاء التراث العربی بیروت

3 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۶۰۰ ماخوذاً

گوش تک سُنتے تھے فریاد، اب آئے تا دَوش

کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو (حدائقِ بخشش)

پہلے کے مسلمانوں کو سُنَّتوں سے بے حد محبت ہوتی تھی، وہ زیادہ سے زیادہ سُنَّتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر بدقسمتی سے اب صورتِ حال یہ ہے کہ بَہُت سارے مسلمان ایسے بھی ہوں گے جنہیں یہ معلوم ہی نہیں ہو گا کہ زُلفیں رکھنا بھی سُنَّت ہے۔ آج کل لوگ چھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر سُنَّت بھی نہیں ہے اور سُنَّت ہی میں عظمت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نے جہاں دیگر بَہُت سی سنتیں زندہ کیں، وہاں اس سُنَّت کو بھی زندہ کیا اور لوگوں کو زُلفیں رکھنے کا ذہن دیا۔

اِسی طرح سفید لباس پہننا بھی سُنَّت ہے کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سفید لباس پسند تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پہننے کی ترغیب بھی اِرشاد فرمائی ہے چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا سَمُرَہ بِن جُنْدُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: سفید لباس پہنو کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہے اور

اپنے مُردوں کو بھی اسی میں کفناؤ۔[1] لباس تو پہننا ہی ہے اگر سُنَّت کی اَدائیگی کی نیت سے سفید لباس پہنیں گے تو اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ یہ لباس پہننا بھی باعثِ ثواب ہو گا۔

اِسی طرح عمامہ شریف باندھنا بھی سُنَّت ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ، جلد 6 صفحہ 208 پر ہے: عمامہ حضور پُرنور سیّدِ عالَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتِ مُتواترہ ہے جس کا تواتُر یقیناً سرحدِ ضَروریاتِ دِین (یعنی دِین کے وہ مَسائل جن کو ہر خاص و عام جانتا ہے ان) تک پہنچا ہے۔[2] حدیثِ پاک میں عمامہ شریف کو مسلمانوں کا وقار اور عربوں کی عزت فرمایا گیا ہے چنانچہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: عمامے مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزّت ہیں، عرب جب عمامے اُتار دیں گے تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ زُلفیں رکھنا، سفید لباس پہننا اور عمامہ شریف سجانا یہ تینوں سُنَّت ہیں لہٰذا تمام اسلامی بھائی انہیں اپنانے کی کوشش کریں اور یہ مدنی اِنعامات میں سے ایک مدنی اِنعام بھی ہے کہ "کیا آج آپ کا

مدینہ

1 ترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء فی لبس البیاض، ۴/۳۷۰، حدیث: ۲۸۱۹

2 فتاویٰ رضویہ، ۶/۲۰۸

3 فردوسُ الاخبار، باب العین، ۲/۹۱، حدیث: ۴۱۱۱ دار الفکر بیروت

سارا دن (نوکری یا دکان وغیرہ پر نیز گھر کے اندر بھی) عمامہ شریف (اور تیل لگانے کی صورت میں سر بند بھی) زُلفیں (اگر بڑھتی ہوں تو) ایک مُشت داڑھی، سُنَّت کے مطابق آدھی پنڈلی تک (سفید) کُرتا سامنے جیب میں نمایاں مِسواک اور ٹخنوں سے اُونچے پائینچے رکھنے کا معمول رہا؟" اَلبتہ مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والے نئے اسلامی بھائیوں کو اِبتداءً عمامہ باندھنے اور داڑھی رکھنے کا ذہن دینے اور اس پر اِصرار کرنے کے بجائے نماز کی دعوت دی جائے، جب وہ نمازی بن جائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمامہ بھی باندھ لیں گے اور داڑھی بھی رکھ لیں گے۔ ہاں اگر غالِب گمان ہو کہ داڑھی رکھنے کا کہیں گے تو مان لے گا تو اب واجب ہے کہ اسے سمجھائیں اور اب تک جو منڈوائی اس سے توبہ بھی کروائیں اور اگر غالب گمان نہ ہو تو اسے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ سے جاری ہونے والا بیان یا رسالہ بنام "کالے بچھو" تحفے میں دیجیے اور اس کے لیے دِل سوزی سے دُعا بھی کرتے رہیے۔

مجھے لگتا ہے وہ میٹھا، مجھے لگتا ہے وہ پیارا
عمامہ سَر پہ، زُلفیں اور داڑھی جو سجاتا ہے (وسائلِ بخشش)

"عمامہ" باندھنے کے فضائل

سُوال: عمامہ شریف باندھنے کے فَضائل پر چند اَحادیثِ مُبارکہ بیان فرما دیجیے۔

جواب: عمامہ شریف باندھنے کی اَحادیثِ مُبارکہ میں ترغیب اِرشاد فرمائی گئی ہے چنانچہ عمامہ شریف سجانے کے متعلق 5 اَحادیثِ مُبارکہ پیشِ خدمت ہیں: (۱) ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نُور عطا کیا جائے گا۔[1] (۲) عمامے اِختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شِعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پُشت چھوڑو۔[2] (۳) میری اُمت ہمیشہ دِینِ حق پر رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔[3] (۴) بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس اُمت کو عماموں سے مکرّم فرمایا۔[4] (۵) عمامہ باندھو تمہارا حِلم (قوتِ برداشت) بڑھے گا۔[5] یہ تو فقط عمامہ شریف باندھنے سے متعلق چند اَحادیثِ مُبارکہ بیان کی گئی ہیں، اس کے عِلاوہ عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں بھی کئی اَحادیثِ مُبارکہ وارِد ہیں۔

"باعمامہ" نماز پڑھنے کے فضائل

سُوال: عمامے کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت پر بھی چند اَحادیثِ مبارکہ بیان فرما دیجیے۔

مدینہ

1. ...... کنز العمال، کتاب المعیشة و العادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/۱۳۲، حدیث: ۴۱۱۲۶ دار الکتب العلمیة بیروت
2. ...... شعب الایمان، باب فی الملابس و الأوانی، فصل فی العمائم، ۵/۱۷۶، حدیث: ۶۲۶۲ دار الکتب العلمیة بیروت
3. ...... کنز العمال، کتاب المعیشة و العادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۴۰
4. ...... کنز العمال، کتاب المعیشة و العادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۳۷
5. ...... معجمِ کبیر، باب ما جاء فی لبس العمائم... الخ، ۱/۱۹۴، حدیث: ۵۱۷ دار احیاء التراث العربی بیروت

جواب: عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھنے کی اَحادیثِ مُبارَکہ میں بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے، آپ کی ترغیب وتحریص کے لیے 4 اَحادیثِ مُبارَکہ پیشِ خدمت ہیں: (۱) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔[1] (۲) دو رکعت عمامے کے ساتھ پڑھنا بغیر عمامے کی ستر رکعتوں سے اَفضل ہے۔[2] (۳) ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے برابر ہے۔[3] (۴) حضرتِ سیّدُنا مہدی بن میمون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیّدُنا سالم بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ عمامہ باندھ رہے تھے اُنہوں نے میری طرف مُتوجہ ہو کر فرمایا: اے ابو ایّوب! کیا میں تجھے ایک حدیث بیان نہ کروں؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ حضرتِ سیّدُنا سالم بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: میں اپنے والد ماجد عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حُضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے تو اُنہوں نے مجھ سے اِرشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! عمامے سے محبت کرو اور عمامہ باندھا کرو

مدینہ

1 ...... کشف الخفاء، حرف الصاد المهملة، الصلاة بخاتم...الخ، ۲/۲۳، حدیث: ۱۶۰۱ دار الکتب العلمیة بیروت

2 ...... کنز العمال، کتاب المعیشة و العادات، فرع فی العمائم، الجزء: ۱۵، ۸/۱۳۳، حدیث: ۴۱۱۳۰

3 ...... جامع صغیر، حرف الصاد، الجزء: ۲، ص ۳۱۴، حدیث: ۵۱۰۱ دار الکتب العلمیة بیروت

عزّت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک نماز عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ ستر جمعوں کے برابر ہے۔ بیشک فرشتے جمعہ کے دن عمامے باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔[1]

کیا سرکار عَلَیْہِ السَّلَام نے سبز رنگ کا عمامہ باندھا ہے؟

سُوال: سبز رنگ کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: سبز رنگ کا عمامہ باندھنا بھی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے جیسا کہ مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاق، شیخ عبدُ الحق محدّثِ دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُبارک عمامہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور بعض اوقات سبز ہوتا۔[2]

سبز عمامہ دعوتِ اسلامی والوں کا تَشَخُّص بھی بن چکا ہے، جس علاقے کے اسلامی بھائیوں کی اکثریت سبز عمامہ باندھتی ہے تو وہاں کے لوگ یہی کہتے دِکھائی دیتے ہیں کہ یہاں دعوتِ اسلامی والوں کی کثرت ہے حالانکہ دعوتِ اسلامی

مدینہ

1. لسان المیزان، حرف العین، من اسمہ العباس، ۳/ ۶۹۵، حدیث: ۴۴۷۵ دار احیاء التراث العربی بیروت
2. کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص ۳۸ دار احیاء العلوم باب المدینہ کراچی

میں ایک تعداد ہے جو عمامہ شریف نہیں پہنتی لیکن عوام کے یہاں وہ دعوتِ اسلامی والے شمار نہیں کیے جاتے، عوام صرف سبز عمامے والے کو ہی دعوتِ اسلامی والا کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سبز عمامہ باندھنا بھی دعوتِ اسلامی کی تَشْہِیر کا ایک ذَریعہ ہے لہٰذا سبز عمامہ باندھتے وقت سُنَّت کی اَدائیگی کی نیت کے ساتھ ساتھ یہ نیتیں بھی کر لیجیے کہ اس کے ذَریعے دعوتِ اسلامی کی تشہیر ہو گی، لوگوں کو رَغبت ملے گی اور مدنی کاموں میں اِضافہ ہو گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِن نیتوں کا بھی ثَواب ملے گا۔

شان کیا پیارے عمامے کی بیاں ہو یانبی
تیری نعلِ پاک کا ہر ذرّہ رشکِ طور ہے (وسائلِ بخشش)

عِمامہ شریف کے دو شملے ہوں یا ایک؟

سُوال: عمامے کے دو شملے رکھے جائیں یا ایک؟

جواب: دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنَّت، مجدِّدِ دِین و مِلَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو شملے چھوڑے ہیں۔ خیال ہے کہ (حضرتِ سَیِّدُنا) مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر پر دَستِ اَقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے اور (حضرتِ سَیِّدُنا)

عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر پر اپنے دَستِ انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سُنن ابی داوٗد میں ہے۔[1] تو یہ سُنَّت ہوا نہ کہ مَعَاذَ اللہ بدعتِ سیئہ۔ فقیر اِسی سُنَّت کے اِتباع سے بارہا دو شَملے رکھتا ہے۔ مگر شَملہ ایک بالِشت سے کم نہ ہونا چاہیے۔ یہ جو بعض لوگ طُرّہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں نہ کہیں ممانعت تو اِباحتِ اَصلیہ پر ہے (یعنی جائز ہے)۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفُسّاق لوگوں کی وضع (عادت) ہو تو اس عارض کے سبب اس سے اِحتراز (یعنی بچنا) ہوگا[2]۔[3]

پُشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شَملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صَحِیفہ نور کا (حدائقِ بخشش)

سُنَّت کے مُطابِق چادر کا سائز

سُوال: سُنَّت کے مُطابِق چادر کا سائز کیا ہے؟

جواب: ہمارے میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر مبارک کے مختلف

مدینہ

1. ابو داود، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۴/۷۷، حدیث: ۴۰۷۹
2. فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۱۹۹
3. عمامے کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 517 صفحات پر مشتمل کتاب "عمامہ کے فضائل" کا مطالعہ کیجیے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

سائز منقول ہیں، اس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مَواقع پر جُدا جُدا ناپ کی مُقدّس چادروں کو جسمِ منوّر کو چُومنے، عمامۂ نور سے لپٹنے اور سرِ انور کے بوسے لینے کی سعادت بخشی ہے چُنانچہ اس ضمن میں 3 رِوایات پیشِ خدمت ہیں:

(۱) حضرتِ سیِّدُنا علّامہ علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عُروہ بِن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ مدینے کے تاجور، محبوبِ داور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک چادر کا طول (لمبائی) چار ہاتھ (دو گز) اور اس کا عرض (چوڑائی) اڑھائی ہاتھ (یعنی سوا گز) تھا۔[1]

(۲) حضرتِ سیِّدُنا واقدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر مبارک کا طول چھ ہاتھ (یعنی تین گز) اور اس کا عرض تین ہاتھ اور ایک بالِشت (یعنی 63 اِنچ 4 گرہ) تھا۔[2]

(۳) حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد قسطلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر مبارک کا طول چار ہاتھ (یعنی دو گز) اور اس کا عرض دو ہاتھ اور ایک بالشت (ایک گز 9 اِنچ 4 گرہ) تھا۔[3]

مدینہ

1. جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء فی صفة ازار...الخ، الجزء:۱، ص۲۱۰ ملتان
2. جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء فی صفة ازار...الخ، الجزء:۱، ص۲۱۰
3. مواھب اللدنیة، النوع الثانی فی لباسه صلی اللہ علیہ وسلم و فراشه، ۲/۱۶۲ دار الکتب العلمیة بیروت

چادر رکھنے کے فوائد

سُوال: چادر رکھنے کے کچھ فوائد بھی بیان فرما دیجیے۔

جواب: چادر رکھنے کے بہت فوائد ہیں: ❀ چادر سوتے وقت اوڑھنے کے کام آتی ہے ❀ اگر فرش ٹھنڈا ہو تو اسے بچھا کر نماز پڑھی جا سکتی ہے ❀ نَزلہ ہونے کی وجہ سے بار بار چھینکیں آتی ہیں اور نَزلے کے قطرے مسجد کے فرش یا دَری پر گرتے ہیں تو مسجد کے فرش یا دَری وغیرہ کو آلودہ ہونے سے بچانے کے لئے چادر بچھائی جا سکتی ہے ❀ یونہی وُضو وغیرہ کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کے لیے اِستعمال میں لا سکتے ہیں ❀ سردی سے بچنے کے لیے اسے لپیٹ سکتے ہیں ❀ پردے میں پردہ کرنے کے لیے بھی چادر کی ضَرورت پڑتی ہے۔ ❀ مسجد میں کھانا کھانے کے وقت دَستر خوان کے نیچے چادر بچھائی جائے اور اس پر بیٹھ کر کھایا جائے تاکہ کھانے کا کوئی ذَرّہ دَستر خوان پر سے گرے تو مسجد میں گرنے کے بجائے چادر پر گرے مگر چادر کو بطورِ دَستر خوان اِستعمال نہ کیا جائے کہ چادر کپڑے کی ہوتی ہے اور دَستر خوان ریگزین وغیرہ کا اور ریگزین میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ سالن وغیرہ کا اَثر نیچے پہنچنے سے روکتا ہے جبکہ چادر میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی۔ چادر کو جلد سے جلد دھونے کی ترکیب بھی بنالی جائے تاکہ اس میں بدبو پیدا نہ ہو۔

”پردے میں پردہ“ کرنے کا طریقہ

سُوال: ”پردے میں پردہ“ کیسے کیا جائے؟

جواب: ”پردے میں پردہ“ کرنا یہ مَدَنی اِنعامات میں سے ایک مَدَنی اِنعام ہے، کئی اسلامی بھائی اس مَدَنی اِنعام پر عمل کرنے میں سُستی کا مُظاہَرہ کرتے ہیں اَوَّلاً تو اپنے پاس چادر ہی نہیں رکھتے کہ پردے میں پردہ کیا جا سکے۔ ثانیاً جن کے پاس چادر ہوتی ہے ان میں بھی کئی پردے میں پردہ کرنے کے بجائے چادر کو کندھے پر یا پھر گود میں رکھ لیتے ہیں اور جو پردے میں پردہ کرتے ہیں ان میں بھی ایک تعداد ہے جنہیں صحیح طریقے سے ”پردے میں پردہ“ کرنا نہیں آتا۔ بعض اسلامی بھائی چادر کو تہبند کی طرح اتنا سخت لپیٹ لیتے ہیں کہ ان کے جسم کی ہیئت ظاہر ہونے لگتی ہے اور بعض اُٹھتے وقت اِحتیاط نہیں کرتے جس کی وجہ سے چادر کے ساتھ ساتھ ان کی قمیص کا دامن بھی اُٹھ جاتا ہے اور یوں بے پردگی ہو جاتی ہے۔

پردے میں پردہ کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ بیٹھنے سے قبل کھڑے کھڑے چادر کے دونوں سِرے پکڑ کر ناف سے لیکر قدموں تک اچھی طرح پھیلا دیں اب بیٹھ جائیں اور چادر کا کچھ حصّہ قدموں تلے دَبا لیں۔ جب اُٹھنا چاہیں تو اِسی طرح دونوں ہاتھوں سے چادر تھامے ہوئے کھڑے ہوں۔ اگر چادر نہ ہو تو

اُٹھتے بیٹھتے وقت کُرتے کا دامن اچھی طرح پھیلا لیا کریں۔ ورنہ اُٹھنے بیٹھنے کے دَوران اکثر سخت گندا منظر ہوتا ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کھڑے کھڑے کُرتے کا دامن دُرُست کرکے دونوں ہاتھ گُھٹنوں پر رکھ کر اِبتداءً دو زانو بیٹھے اور اُٹھتے وقت بھی دو زانو ہو کر نَماز کے اَنداز پر اُٹھیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُٹھتے بیٹھتے وقت بے پردَگی نہیں ہو گی۔ اسی طرح سوتے وقت بھی ”پردے میں پردہ“ کرتے ہوئے اوپر ایک بڑی چادر اوڑھ لیجیے، اگر اوپر اَوڑھی ہوئی چادر سوتے میں اُتر جاتی ہو یا جن کی سوتے میں اُلَٹ پُلَٹ ہونے کی عادت ہو تو وہ پاجامے کے اوپر تہبند پہن لیں یا کوئی چادر لپیٹ لیں اور اُوپر سے بھی ایک چادر اَوڑھ لیا کریں۔ اسلامی بہنوں کو تو پردے کے معاملے میں اور زیادہ اِحتیاط کی حاجت ہے۔

ہمیشہ کروں کاش پردے میں پردہ

تُو پیکر حیا کا بنا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	2	دَرس دینے کے مَدَنی پھول	24
تحفے میں کیا دینا چاہیے؟	2	دَرس وبیان توجہ کے ساتھ سُننا ضروری ہے	26
امیرِ اہلسنّت کی دُنیا سے بے رغبتی	4	زُلفیں رکھنے، سفید لباس پہننے اور عمامہ سجانے کی ترغیب	27
امیرِ اہلسنّت کے پسندیدہ تحائف	6	"باعمامہ" نماز پڑھنے کے فضائل	31
فنِ شاعری سیکھنا کیسا؟	7	کیا سرکار عَلَیْہِ السَّلَام نے سبز رنگ کا عمامہ باندھا ہے؟	32
شاعری کا شوق رکھنا کیسا؟	8	"عمامہ" باندھنے کے فضائل	34
شاعری کے خطرات	11	عِمامہ شریف کے دو شملے ہوں یا ایک؟	35
نعتیہ شاعری کرنا کیسا؟	13	سُنَّت کے مطابق چادر کا سائز	36
کن شعرا کا کلام پڑھا یا سُنا جائے؟	16	چادر رکھنے کے فوائد	38
شعر گوئی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے شایانِ شان نہیں	19	"پردے میں پردہ" کرنے کا طریقہ	39
گھر میں دَرس دینے کی اَہمیت	22	❀❀❀	❀

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ۞ سنتوں کی تربیت کے لئے **مدنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ۞ روزانہ "**فکرِ مدینہ**" کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِن شَاءَ اللہ عزوجل۔ اپنی اصلاح کے لیے "**مدنی انعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے "**مدنی قافلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِن شَاءَ اللہ عزوجل

ISBN 978-969-631-220-8
0125089

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net